مولانا لطافت الرحمٰن

قرآن کریم کس طرح کی کتاب ہے ؟

اس سوال کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ :

یہ کتاب انہی فرامین اور خدائی احکام و ارشادات کا مجموعہ ہے - اس کو خداوندِ پاک ، خالقِ کائنات ، مالکِ موجودات ، احکم الحاکمین رب العالمین نے نازل فرمایا ہے ، جس کی صورت یہ ہوئی کہ مرکزی دفترِ اعلیٰ (لوحِ محفوظ) سے بیک وقت عالمِ انسان کے قریبی دفتر (آسمان دنیا) میں ایک طے شدہ تجویز کے تحت نازل کر دی گئی - پھر حسبِ ضرورت جب اپنے اوقات اور حالات میں ان مقدرات اور واردات کا ظہور ہوتا رہا تو اس کتاب کے متعلقہ حصہ (آیت یا چند آیات) کا نزول ہوتا گیا اور تئیس سال کے عرصے میں جن جواہر پاروں کا نزول مکمل ہوا - ان کا شیرازہ بظاہر تو منتشر تھا لیکن در حقیقت نہایت مربوط و منظم - اس وجہ سے تھا کہ ان کو اس بندۂ خدا کی ہدایت و ارشاد سے یہ موجودہ کتابی شکل و ترتیب دے دی گئی تھی جس پر کتاب نازل ہوئی - جس طرح اس کے معانی اور مضامین خداوندِ پاک کے ہیں اسی طرح اس کے الفاظ و عبارات بھی اسی خدا ہی کے ہیں جس کی حکمت و قدرت ، معلومات اور کلمات کی کثرت انسانی اندازے سے باہر اور کائنات کے احاطے سے وراء الوراء ہے - خود فرماتے ہیں :

قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا -

(ترجمہ) کہہ دیجیے کہ اگر تمام سمندروں کو خدا کے کلمات لکھنے کے لیے بطور روشنائی استعمال کیا جائے اور ایک سمندر کا اضافہ بھی کیا جائے ، تب بھی کلامِ الٰہی کا اختتام نہیں ہو گا -

نیز فرمایا گیا ہے :

ولو ان ما فی‌الارض من شجرة اقلام والبحر یمده من بعده سبعة ابحر ما نفدت کلمات الله ان الله عزیز حکیم ۔

(ترجمہ) یعنی روے زمین کے تمام درختوں کو قلم اور سمندروں کو روشنائی قرار دیا جائے بلکہ سات سمندر مزید ملا دیے جائیں تو بھی لکھتے لکھتے خداوند پاک کے کلمات نہیں ختم ہوں گے ۔ بے شک خدا غالب اور حکیم ہے ۔

اب ظاہر ہے کہ خدا نے اپنے غیر متناہی کلمات کا وہ خلاصہ دنیا میں بھیجا جس میں تمام نسل انسانی کے لیے (بلکہ جنّ و انس دونوں کےلیے) تا قیام قیامت ہر طرح کے حکَم و مصالح ، عدل و انصاف کے اصول کو درج فرمایا ۔ اس کامل و مکمل پیغام کا پیغام رساں بھی اپنے خاص الخاص بندوں میں سے ایسی عظیم تر ہستی کو قرار دیا جو نوع انسانی کا ایک بے مثال فرد ہے اور جس میں انسانیت کے تمام کمالات و اوصاف ، دیانت و امانت اور خُلق عظیم کے علاوہ فصاحت و بلاغت ، دور فہمی اور نکتہ رسی وغیرہ بے شمار صلاحیتوں کو جمع کر دیا گیا ہے ۔ حضرت حسان بن ثابتؓ نے خوب فرمایا ہے :

خلقت مُبَرّءاً عن کل عیب　　کانک قد خلقت کما تشاء

فاحسن منک لم ترقط عینی　　واجمل منک لم تلد النساء

(ترجمہ) آپ ہر نقص و عیب سے پاک پیدا کیے گئے ۔ گویا جس طرح آپ نے چاہا اسی طور پر آپ کو پیدا کیا گیا ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا گیا اور آپ سے زیادہ جمیل نہیں پیدا ہوا ۔

اس پر مستزاد یہ کہ اس خدائی پیغام کے فہم و نفاذ کے تمام تر ذرائع اور اسباب مہیا کیے گئے اور اس کے من و عن محفوظ ہو جانے اور اس کے بیان و تبیین کی ذمہ داری کا جو احساس آں کو تھا اور جو فکر آں کو لاحق تھی اس بارے میں آں کو مطمئن کرکے فرمایا گیا :

لاتحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه و قرآنه فاذا قرأناه فاتبع

قرآنہ ثم ان علینا بیانہ -

(ترجمہ) آپ عجلت حفظ کی خاطر اپنی زبان کو حرکت دینا بند کیجیے کیونکہ ہمارے ہی ذمے ہے اس قرآن کو جمع کرنا اور آپ پر پڑھنا - ہاں جب ہم نے پڑھا تب اس کو پڑھیے ، پھر ہم پر اس کا بیان بھی ہے -

اللہ کا وہ بندہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے جن کا سلسلۂ نسب تئیس پشتوں میں حضرت ابراہیم سے ملتا ہے - یہ عرب قوم کے شریف تر خاندان قبیلۂ قریش کے چشم و چراغ ہیں - ملک عرب میں ۵۷۱ء میں آن کی ولادت ہوئی - ولادت و بعثت سے قبل صرف عرب قوم نہیں بلکہ پوری انسانیت جس جہالت اور ظلمت میں تھی اور اپنے معبود حقیقی سے جس قدر دور اور نابلد تھی ، اس کی داستان اوراق تاریخ میں درج ہے - اور خداوند تعالٰی کا فرمان ہے :

ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوعلیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین -

(ترجمہ) خدا وہ ذات ہے جس نے آن پڑھ لوگوں میں آن ہی میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جو ان پر خدا کی آیات پڑھتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے ، اور یقیناً وہ لوگ اس سے قبل کھلی گمراہی میں تھے -

بہرکیف اس کو مدت میں محیّرالعقول کارناموں کی تکمیل فرما کر ۶۳۴ع میں ہدایت و عرفان کا یہ آفتاب عالمتاب اس دنیا سے پردہ پوش ہوگیا - مگر ان کی تعلیمات آس قرآن کی وجہ سے جو آس کا ابدی و لافانی معجزہ ہے ، زندہ ہیں :

افلت شموس العٰلمین و شمسنا
ابداً علی آفق العلیٰ لا تغرب

(ترجمہ) تمام عالم کے سورج غروب ہوگئے اور ہمارا سورج بلندی کے آفق پر ہمیشہ تاباں و درخشاں رہے گا -

ہمارے اس اجمالی خاکے سے اس سوال کا مختصر جواب بھی مل گیا اور

تفصیل و توضیح کی گہرائیوں اور بے پناہ وسعتوں کا پتا بھی چلا کہ جب یہ قرآن مالکِ فرش و عرش کا کلام ہے اور اسی ہیئتِ کذائیہ سے واقعتاً اُس ذاتِ خداوندی کی طرف منسوب ہے ، تو ظاہر ہے کہ یہ کس قسم کی کتاب ہے : ع

قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا

اب تشریح و بیان جو کچھ حسبِ موقع و حال ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کس قسم کی کتاب ہے ؟ اس سوال کا تجزیہ کرنے کے لیے جواب میں چار عنوان قائم کیے جاتے ہیں اور ہر ایک پر حسبِ توفیق لکھنے کے بعد دیگر تین حصوں پر روشنی ڈالی جائے گی ، عنوان یہ ہیں :

(۱) قرآن ، قرآن کی نظر میں ۔ (۲) قرآن رسولؐ کی نظر میں ۔ (۳) قرآن اپنوں کی نظر میں ۔ (۴) قرآن غیروں کی نظر میں ۔

قرآن ، قرآن کی نظر میں :

خود خداوندِ کائنات نے قرآن کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ نہایت کامل و مکمل کتاب ہے ، عظیم رہنما ہے ، اس کے برحق ہونے میں کسی کے لیے ریب و تردد ، قلق و اضطراب کی گنجائش نہیں اور جو لوگ اس کی تعلیمات سے فائدہ اٹھاتے ہیں ، ان کے اوصاف یہ ہیں :

ذالک الکتاب لا ریب فیه هدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوة و مما رزقنهم . . . الی . . . اولئک هم المفلحون ۔

(ترجمہ) یہ کامل و مکمل کتاب ہے ۔ اس میں تردد کی گنجائش نہیں ، اُن خدا ترسوں کے لیے کامل رہنما ہے جن کے اوصاف حسب ذیل ہیں ۔

(آگے آیت میں) ''هم المفلحون'' تک ان متقین کے اوصاف ہیں ۔ دوسری جگہ قرآن کو نور فرمایا ۔

یا ایها الناس قد جاء کم برهان من ربکم و انزلنا الیکم نوراً مبینا ۔

(ترجمہ) اے لوگو ! تمھارے پاس خدا کی طرف سے نور و برہان

آیا ہے -

قرآن کو حق بھی فرمایا :

یاایھا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فآمنوا خیراً لکم -

(ترجمہ) اے لوگو! تمھارے پاس حق کتاب کو لے کر رسول آیا ہے - تم اس پر ایمان لاؤ اور اپنے لیے خیر کی جستجو کرو - قرآن سیدھی راہ دکھاتا ہے -

ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم -

(ترجمہ) یہ قرآن اس راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے جو نہایت سیدھا ہے -

قرآن غور و فکر ، عمل و تدبّر کے لیے نازل ہؤا ہے :

انا انزلنا علیک القرآن لتبین للناس ما نزل الیھم و لعلھم یتفکرون -

(ترجمہ) ہم نے آپ پر قرآن کریم نازل کیا تاکہ آپ اس کو لوگوں سے بیان کریں اور وہ اس میں غور و فکر کریں -

قرآن باطل کی آلائشوں سے پاک اور منزّہ ہے :

لایاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید -

(ترجمہ) اس قرآن کے پاس باطل نہ آگے سے آ سکتا ہے ، نہ پیچھے سے - یہ حکیم و حمید خدا کا نازل کردہ ہے -

قرآن ضروری امور کا تبیان ہے :

تبیاناً لکل شئی و ھدیً و رحمة و بشری للمومنین -

(ترجمہ) اس قرآن کو ہر شے کا تبیان اور ہدایت و رحمت اور بشارت بنا کر بھیجا گیا ہے -

قرآن کا نغمۂ حق سننے سے انسان کے علاوہ جنّات کی ایک جماعت نے جو اثر لے کر اسلام قبول کیا اور قرآن کے بارے میں جو رائے قائم کی اور شرک کے خلاف جو باہمی عہد و پیمان کیا اس کا ذکر حق تعالیٰ نے یوں فرمایا :

قل اُوحی الیّ انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآناً عجباً ۔ یهدی الی الرشد فآمنا به و لن نشرک بربنا احداً ۔

(ترجمہ) کہہ دیجیے کہ مجھے وحی کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو کہا کہ ہم نے ایسا عجیب قرآن سنا جو راہِ راست بتلاتا ہے ۔ ہمارا تو اسی پر ایمان ہے اور اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے ۔

قرآن اپنی ظاہری و باطنی ، لفظی اور معنوی خوبیوں کی وجہ سے سننے والے کے گوشت و پوست تک کو متاثر کرتا ہے ۔

الله الذی نزل احسن الحدیث کتابا متشابها مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم و قلوبهم الی ذکر الله ذالک هدی الله یهدی به من یشاء و من یضلل الله فماله من هاد ۔

(ترجمہ) خدا نے بہت عمدہ کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ اس کے مضامین باہم ملتے جلتے ہیں ، بار بار دہرائی گئی ہے ۔ جس سے اُن لوگوں کے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ، بدن کانپ اُٹھتے ہیں ۔ پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں ۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے ۔ جس کو وہ چاہتا ہے اس کے ذریعے ہدایت دیتا ہے ۔ اور خدا جس کو گمراہ کرتا ہو اس کا کوئی ہادی نہیں ۔

قرآن کو انتہائی حکیمانہ اور حاکمانہ قانونی نظم و نسق اور عدل و ضبط کی وجہ سے ثقیل کہا گیا ہے ۔ فرمایا ہے :

انا سنلقی علیک قولا ثقیلا . . . ۔

(ترجمہ) ہم تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں ۔

قرآن میں کتنا جلال اور زور ہے ۔ فرمایا ہے :

لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرأیته خاشعا متصدعاً من خشیة الله ۔

(ترجمہ) اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتار دیتے تو تم دیکھ لیتے کہ وہ پہاڑ خوفِ خدا سے پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ۔

قرآن رسولؐ کی نظر میں :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ان هذا القرآن مأدبة الله فاتوا من مادبته ما استطعتم ان هذا القرآن حبل الله و هوالنورالمبين والشفاء النافع عقد لمن تمسک به و نجاة لمن تبعه لايعرج فيقوم ولا يزيغ فيستعتب ولا تنقضی عجائبه ولا يخلق على كثرة الرد - (رواه ابن ابی شیبه و محمد ابن لقر و ابن الانباری فی المعارف و الحاکم و البیهقی عن ابن مسعود) -

(ترجمہ) یہ قرآن خدا کا دسترخوان ہے - تم سے جہاں تک ہو سکے ، اس سے کچھ حاصل کرو - یہ قرآن خدا کی رسی ہے اور یہ نورمبین اور شفاء نافع ہے - یہ قرآن عذابِ خداوندی سے بچاؤ اور نجات کا ذریعہ ہے ، ان کے لیے جنھوں نے اس پر اعتماد اور عمل کیا - یہ قرآن راہِ حق سے منحرف نہیں ہوتا تاکہ سیدھا کیا جاوے - اور نہ ہی اس کے عجائب ختم ہو جاتے ہیں اور نہ ہی بار بار دہرانے سے پرانا ہو جاتا ہے -

نیز فرماتے ہیں :

انها ستكون فتنة قيل فما المفرج قال كتاب الله فيه انباء من قبلكم و خبر من بعدكم و حكم ما بينكم وهوالفصل ليس بالهزل من تركه من جبار قصمه الله و من ابتغى الهدى من غيره اضله الله وهو حبل الله المتين -

(ترجمہ) عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا - عرض کیا گیا کہ حضور! پھر اس سے مخلص کیا ہو؟ فرمایا خدا کی کتاب ، اس میں گزشتہ اقوام و ملل کی پوری خبر اور آئندہ نسلوں کا پورا حال درج ہے اور یہ تمھارے باہمی تنازعات کا فیصلہ کرنے والا ہے - یہ کوئی دور از کار چیز نہیں ہے - جس ظالم نے اس کو چھوڑا ، اس کو خدا ہلاک کرے گا اور جس نے کسی اور سے ہدایت حاصل کرنی چاہی ، وہ گمراہ ہو جائے گا - یہ قرآن خدا کی مضبوط رسّی ہے -

مزید فرمایا :

ما من نبي الا اعطى من الآيات مامثله آمن عليه البشر و انما

كان الذى اوتيته وحياً اوحى الله الى فارجوا ان اكون اكثرهم تابعاً يوم القيامة ـ

(ترجمہ) ہر نبی کو ایک معجزہ دیا گیا ہے تو اس قسم کے معجزات پر لوگ ایمان لاتے ہیں ـ اور کتاب مجھ کو وحی کی گئی ہے ، یہ بے مثال ہے ـ اور مجھے آمید ہے کہ قیامت کے روز میرے متبعین زیادہ ہوں گے ـ

قرآن اپنوں کی نظر میں :

قرآن کو جن بندگانِ خدا نے اپنایا ، جنھوں نے اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق کلی یا جزوی طور سے اس پر عمل کیا اور قرآن نے ان کو انسانیت کا سبق دیا ، انھوں نے قرآن کو ایک مکمل لائحہٗ عمل پایا ـ اس کتاب پر عمل پیرا امت کی نظر میں اس کا کمال محض عقیدت اور تقلید و وابستگی پر مبنی نہیں ، بلکہ اصل حقیقت اور نری واقعیت پر اپنے پیش کردہ اغراض و مقاصد میں بہمہ وجوہ نہایت کامیاب اور موثر ہونے پر مبنی ہے ـ ان لوگوں نے اس کتاب کو ہر جہت اور ہر لحاظ سے آزمایا اور اس میں دنیا و آخرت کی فلاح و نجات پائی ـ اس کتاب سے انھوں نے قلوب و ضمائر کو صاف کیا ـ انھوں نے اس کتاب میں دین پایا ، دنیا پائی ، سیاست و حکمت پائی ، عدل و انصاف پایا ـ غرض اس کتاب پر جس قدر غور کیا گیا یا کیا جا سکا ، اس کے محاسن و کمالات ظاہر ہوتے گئے ـ

یزیدک وجهه حسناً اذا ما زدته نظراً

(ترجمہ) اس کے چہرے میں جس قدر غور و نظر کرو گے ، اسی قدر اس سے حسن و جمال کا ظہور ہوگا ـ

درحقیقت قرآن پر ایمان لانے والے صحابہ ، تابعین ، علماء ، محدثین ، فقہاء ، صلحاء ، حکماء ، مؤرخین اور مفسّرین نے قرآن سے جو اثر لیا اور قرآن کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا تو کسی طبقہ و جماعت نے مجموعی طور پر اور کسی شخص نے انفرادی طور سے کیا ہے ـ وہ پورا ذخیرہ نہ صرف

یہ کہ موجود ہے ، بلکہ ہر دور میں اس میں اضافے کا عمل قائم و دائم ہے : ع

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

علمائے امت نے قرآن قریم پر مختلف طریقوں سے غور کر کے اس سے آن بےشمار علوم کو اخذ کیا جن میں سے اکثر و بیشتر وہ ہیں جن سے صرف مسلمان قوم ہی نہیں بلکہ پوری دنیا فائدہ آٹھا رہی ہے ۔ اگر قرآن نازل نہ ہوتا اور یہ عجیب و غریب علوم ایجاد نہ ہوتے ، تو انسان کا علمی سرمایہ نہایت ناقص و ناتمام ہوتا ۔ وہ افادیت ، فہمِ معنی کا ضابطہ اور سہولت یقیناً نہ ہوتی جس کی رہنمائی قرآن سے اخذ شدہ علوم نے کی ہے ۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر ''اتقان'' میں براہ راست قرآن سے اسّی علوم کو اخذ کیا ۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی علیٰ سبیل الاختصار ہے ۔ علامہ آلوسی نے ''روح المعانی'' میں عبدالوہاب شعرانی سے نقل کیا ہے کہ آن کے استاد علی خواص نے صرف سورۂ فاتحہ سے دو لاکھ چالیس ہزار نناوے علوم کا پتا چلایا ہے ۔ قرآن سے اخذ شدہ چند مروج علوم و فنون درج ذیل ہیں :

صرف و نحو ، اشتقاق ، معانی ، بیان ، بدیع ، فقہ ، فرائض حدیث ، اصولِ حدیث ، تفسیر ، اصولِ تفسیر ، عامِ کلام ، علمِ تجوید ، علمِ تصوّف ، علم الاخلاق ، تعبیر الرؤیا ، علم الحساب ، علمِ طب ، اصول فقہ وغیرہ وغیرہ ۔

علامہ طنطاویؒ نے تو اپنی عجیب و غریب تفسیر ''جواہر القرآن'' میں قرآن کی بلاغت کا ایک انوکھا معجزہ یہ بیان کیا ہے کہ کائناتِ عالم سے متعلق تمام مادی اور تکوینی تحقیق و تجسّس کو غایت اور نہایت تک پہنچانا ، نیز اجسامِ سفلیہ ، اجرامِ علویہ اور فضا کی لا محدود وسعتوں کا کھوج لگانا یہ بھی قرآن کی بدولت ہے ۔ انھوں نے بتایا کہ قرآن میں احکامِ شرعیہ سے متعلق اگر ۵۰۰ آیات ہیں جن ، کی روشنی میں قیامت تک انسان کے لیے ایک لائحۂ عمل تیار کیا گیا ہے ، تو علم الانفس اور علم الآفاق سے وابستہ ۷۵۰ آیات ہیں ۔

مگر افسوس کہ علماے کرام نے قرآن کریم کے تشریحی پہلو اور لفظی بلاغت پر تو غور کیا لیکن اس کی معنوی ، علمی اور معلوماتی بلاغت پر مناسب توجہ نہ دی - چنانچہ اسی غفلت اور بے توجہی کو مسلمان قوم کے انحطاط کا سبب قرار دیا ہے -

وللہ در صاحب الامالیۃ حیث یقول :

جمیع العلم فی القرآن لکن　　تقاصر عنہ افہام الرجال

(ترجمہ) قرآنِ کریم میں تمام علوم موجود ہیں مگر لوگوں کے افہام ان کے ادراک سے قاصر ہیں -

قرآن کریم ہی کے طفیل ان علوم کے سلسلے میں ابتدائی و تمہیدی علم و فن (گرائمر) کو لیا جائے یا بلاغت و بیان کے اصول کو دیکھا جائے جس نے قرآن کے وجوہِ اعجاز بیان کر کے دنیا والوں کو قرآن کے نرالے طرز تعبیر اور اندازِ بلاغت سے آگاہ کیا ہے - قرآن کریم کی عبارت ، دلالت ، اشارت ، مقتضی آیات محکمات اور متشابہات ، غرض کہ ہر لفظ حِکَم و معارف ، عبر و نکات کا گنجینہ ہے - کس کس کو گنا جائے :

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گل چین بہار تو ز داماں گلہ دارد

امام ابو حنیفہ نے قرآن سے تیرہ لاکھ احکام کا استنباط کیا ہے جب کہ باقی آئمہٴ مذاہب نے ایک کروڑ مسائل کا استنباط کیا ہے - قرآن سے متعلق جو گراں قدر ، عظیم الشان اور یادگار زمانہ تصنیفات و تالیفات کا علمی ذخیرہ ہے ، ان میں سے کس کس کو دیکھ کر قرآن کی عظمت و جلال اور جامعیت و کمال کا اعتراف کیا جائے - علوم فرعیہ کے سلسلے میں فقہاے اولین کی محیطات مبسوطات کو چھوڑ کر صاحبِ ہدایہ امام برہان الدین مرغینانی کی ''کفایت المنتہی'' کو دیکھا جائے جس کو اولاً مکمل اسی جلدوں میں لکھا گیا ہے ، پھر درس و تدریس کی سہولت کی خاطر موجودہ ''ہدایہ'' کی صورت میں صرف چار جلدوں میں اس کا اختصار کیا گیا ہے - یہ چار ضخیم علمی و فقہی جواہر پارے بے شمار مسائل پر مشتمل عظیم

دفاتر ہیں - یا فنِ حدیث میں بخاریؒ وغیرہ کی شروح کو دیکھا جائے یا براہِ راست قرآن کی تفسیر و تشریح کا جو بے پناہ طویل سلسلہ ہے ، اس میں تفسیر یاقوت التاویل فی اسرار التنزیل کو دیکھا جائے جو ایک سو مجلدات میں لکھی گئی ہے - یا تفسیر حدائق ذات بہجۃ پر نظر ڈالی جائے جو ۵۰۰ جلدوں میں لکھی گئی ہے اور سورۂ فاتحہ کی سات آیتوں سے متعلق ۲۵ جلدوں میں سے ۵ مکمل جلدیں صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے متعلق ہیں - یا تفسیر علائی شیخ محمد بن عبدالرحمٰن بخاری اور تفسیر الاستغنا شیخ ابو بکر محمد کو لے لیا جائے جو ہر ایک ، ایک ایک ہزار جلدوں میں لکھی گئی ہے - نیز شیخ عبدالوہاب نے قرآن کی منظوم تفسیر ایک لاکھ اشعار میں لکھی ہے -

قرآن بے شک علوم اور معلومات کا ایک لامتناہی خزانہ اور ہر لحاظ سے دُر یگانہ ہے ، جس سے بقول ابن عربی ستر ہزار علوم کا استخراج کیا گیا ہے - وہ اگر ایک طرف الفاظ و قوالب کے اعتبار سے بحرِ ذخّار ہے تو دوسری طرف مقصد و معنی کی رو سے بے مثال ہے - اس کے الفاظ کی فصاحت و بلاغت ، اسالیب و تراکیب کی موزونیت انسانی قدرت سے کہیں بالا و برتر ہے - نہ تو اس کے معجز طرزِ بیان کو جلال و وقار کے لحاظ سے سمندر کی عظیم اور مہیب موجوں سے تشبیہہ دی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس کی حلاوت و شیرینی کو شہد و عسل کی شیرینی قرار دیا جا سکتا ہے -

مظلومة القد فی تشبیهه غصنا مظلومة الریق فی تشبیهه ضربا

(ترجمہ) اس محبوبہ کے قد کو نرم شاخ سے تشبیہہ دینا بھی ظلم ہے اور اس کے لعابِ دہن کو شہدُ عسل سے تشبیہہ دینا بھی اس کی کسرِ شان ہے -

قرآن نے اپنوں کے رگ و ریشے میں اپنے بارے میں جس احترام و ادب کا جذبہ پیدا کیا اس کا اندازہ حضرت عثمان بن عفان کے اس معمول سے ہوتا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد قرآن کو بوسہ دے کر فرماتے تھے کہ

یہ خدا کا منشور قابلِ ادب و احترام (فرمان) ہے جو اس نے اپنے بندوں کے نام بھیجا ہے۔ قرآنِ کریم کے تقدس نے ذلیل کو عزیز اور صغیر کو کبیر کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت نافع کو مکۂ مکرمہ پر عامل بنایا تھا۔ حضرت عمرؓ کے بلانے سے ایک سفر میں مقام عسفان پر دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے حضرت نافعؓ سے دریافت کیا کہ مکۂ مکرمہ میں اپنا جانشین کس کو مقرر کرکے آئے ہو؟ نافعؓ نے کہا: ''ابن ابزیٰ کو'' خلیفہ نے فرمایا: ''وہ کون ہیں؟'' نافع نے کہا: ''وہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ہے''۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا ''مکۂ مکرمہ جیسے اہم اور مرکزی اسلامی شہر پر ایک مولیٰ کی خلافت اور جانشینی کیسی؟'' تو حضرت نافعؓ نے جواب دیا: ''انہ عالم بکتاب اللہ و عالم بالفرائض''۔ چنانچہ اس انتخاب سے حضرت عمرؓ بہت خوش ہوئے اور اس کی تائید میں فرمایا ''الا ان نبیکم قال ان اللہ یرفع بھذا لکتاب اقواماً و یضع بہ آخرین۔''

(ترجمہ) حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے کسی قوم کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلّت۔''

قرآن غیروں کی نظر میں:

(۱) چیمبرس انسائیکلوپیڈیا میں ہے: ''قرآن نے ظلم، جھوٹ، غرور، انتقام، غیبت، طمع، فضول خرچی، حرام کاری، خیانت، بد دیانتی اور بدگمانی کی بہت سخت برائی کی ہے اور یہ اس کی بڑی خوبی ہے۔''

(۲) ڈاکٹر گستاؤلی بان فرانسیسی کہتا ہے: ''قرآن دلوں میں ایسا زندہ اور پُرزور ایمان پیدا کرتا ہے کہ پھر کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔''

(۳) سرولیم میور کہتا ہے: ''قرآن نے فطرت اور کائنات کی دلیلوں

سے خدا کو سب سے اعلیٰ ہستی ثابت کیا ہے اور انسانوں کو خدا کی اطاعت اور شکر گزاری پر جھکا دیا ہے ۔''

(۴) **ڈاکٹر جانسن :** ''قرآن کے مطالب ایسے مناسبِ وقت اور عام فہم ہیں کہ دنیا اُن کو آسانی سے قبول کر سکتی ہے ۔ مگر افسوس کہ ہم کو دیکھ دیکھ کر دنیا اسے نفرت کر رہی ہے ۔''

(۵) **مسٹر عمانوئل ڈی الش :** ''قرآن کی روشنی اس وقت یورپ میں نمودار ہوئی جب تاریکی محیط ہو رہی تھی اور اس سے یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندگی مل گئی ۔

(٦) **پروفیسر ایڈورڈ جی براؤن** کہتا ہے : ''جوں جوں قرآن پر غور کرتا ہوں اور اس کے مفہوم و معانی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں ، میرے دل میں اس کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی جاتی ہے ۔ لیکن اس . . . کا مطالعہ بجز ایسی حالتوں کے کہ . . . تحقیقِ لسانی یا اس قسم کی دیگر اغراض کے لیے کیا جائے تو طبیعت میں تھکان پیدا کرتا اور بارِ خاطر ہو جاتا ہے ۔

(۷) **پروفیسر رینا بڑاتے نکاسن :** قرآن کے اثر سے عربی زبان تمام اسلامی دنیا کی متبرّک زبان بن گئی اور قرآن نے دختر کشی کا خاتمہ کر دیا ۔

(۸) **مسٹر ایچ ۔ ایس ۔ لیڈر :** ''تعلیمِ قرآن سے فلسفہ و حکمت کا ظہور ہوا اور ایسی ترقی کی کہ اپنے عہد کی بڑی سے بڑی یورپین سلطنت کی تعلیم و حکمت سے بڑھ گیا ۔''

(۹) **مسٹر اے ۔ ڈی ۔ ماربل :** ''اسلام کی قوت و طاقت قرآن میں ہے ۔ قرآن قانونی اثاثہ ہے اور حقوق کی دستاویز ہے ۔

(۱۰) **جان جاک ریسک جرمن فلاسفر :** ''جب کہ قرآن پیغمبر کی زبان سے منکر سنتے تھے تو بے تاب ہو کر سجدے میں گر پڑتے تھے اور مسلمان ہو جاتے تھے ۔''

(۱۱) **تھیوڈور نوریکی :** ''قرآن لوگوں کو ترغیب و ترہیب کے ذریعے معبودانِ باطل سے پھیر کر ایک اور معبودِ حق کی طرف لاتا ہے ۔ قرآن میں موجودہ دور اور آئندہ کے تمام علوم و فنون میری کتاب 'القرآن' میں ملاحظہ کرو ۔''

(۱۲) **مسٹر سٹینلے لین پول :** ''قرآن میں وہ سب کچھ موجود ہے جو ایک بڑے مذہب میں ہونا چاہیے اور جو ایک بزرگ انسان میں (محمدؐ) موجود تھا ۔''

(۱۳) **مسٹر جے ۔ ٹی ۔ بٹانی :** ''قرآن نے بےحد و شمار انسانوں کے اعتقاد و چلن پر نمایاں اثر ڈالا ہے اور سائنس کی دنیا نے قرآن کی ضرورت کو اور واضح کر دیا ہے ۔''

(۱۴) **ایچ ۔ جی ۔ ویلز :** ''قرآن نے مسلمانوں کو ایسے مواخات اور بندھن میں باندھ رکھا ہے جو نسل اور زبان کے فرق کے پابند نہیں ہیں ۔''

(۱۵) **پادری والرش ڈی ۔ ڈی :** ''قرآن کا مذہب ، امن اور سلامتی کا مذہب ہے ۔''

(۱۶) **ہندو فاضل اڈمنڈ ٹرک :** ''اسلامی (قرآن) قانون ایک تاجدار سے لے کر ایک ادنٰی ترین فرد تک کو حاوی ہے ۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جو ایک مقبول ترین علم فقہ پر مشتمل ہے جس کی نظیر اس سے پیشتر کی دنیا پیش نہیں کر سکتی ہے ۔''

(۱۷) **بابا نانک :** ''توریت ، زبور ، انجیل اور وید وغیرہ سب کو پڑھ کر دیکھ لیا ۔ قرآن ہی قابلِ قبول اور اطمینانِ قلب کی کتاب نظر آئی ۔ اگر سچ پوچھو تو سچی اور ایمان کی کتاب جس کی تلاوت سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے ، قرآن شریف ہی ہے ۔''

(۱۸) **بابا بھوپندر ناتھ باسو :** ''تیرہ سو برس کے بعد بھی قرآن کی تعلیم کا یہ اثر موجود ہے کہ ایک خاکروب بھی مسلمان ہونے کے بعد ایک بڑے خاندانی مسلمان کی برابری کا دعویٰ کر

سکتا ہے ۔''

(۱۹) بابو بپن چندر پال : ''قرآن کی تعلیم میں ہندوؤں کی طرح ذات پات کا امتیاز موجود نہیں ہے ۔ نہ کسی کو محض خاندانی و مالی عظمت کی بنا پر بڑا سمجھا جاتا ہے ۔''

(۲۰) مسز سروجنی نائیڈو : ''قرآن کریم غیر مسلموں سے بے تعصبی اور رواداری سکھاتا ہے ۔ دنیا اس کی پیروی سے خوش حال ہو سکتی ہے ۔''

(۲۱) مہاتما گاندھی : ''مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کر لینے میں ذرا بھر تأمل نہیں ہے ۔''

قرآن کیا سکھاتا ہے ؟

اور

اس کے کلامِ الٰہی ہونے کا ثبوت

اگر سمندر کی لا تعداد موجوں کو گنا جا سکتا ہے اور روئے زمین کے دشت و بیابان کی لا محدود وسعتوں کا احاطہ کیا جا سکتا ہے تو قرآن کریم کے ان فیوض و برکات ، ارشادات و تعلیمات کو بھی گنا جا سکتا ہے جو قرآن نے سکھائی ہیں ، تاہم علی‌الاجمال اتنی گزارش ہے کہ قرآن جو کچھ سکھاتا ہے اور جس طرح راہِ حق کی طرف دعوت دیتا ہے اس کا بیان خود قرآن میں واضح اور جامع انداز میں موجود ہے ۔

ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم : یعنی قرآن کریم صراط مستقیم کا داعی اور دینِ فطرت کا معلّم ہے ۔ قرآن انسان کو انسانیت کے تقاضوں سے آگاہ کرتا ہے ، بندگانِ خدا کو خدا پرستی سکھاتا ہے ۔ شرک اور بت پرستی کے خلاف ''جاء الحق و زهق الباطل'' کا نعرہ بلند کرکے جہاد کی تعلیم دیتا ہے ۔ انسان کے دل میں ایک لازوال نورِ ہدایت ، خوف و رجاء ، عزم و یقین ، ثبات و استحکام پیدا کرتا ہے ۔ سیرت و کردار ، پاکیزہ اطوار ، اور طہارت و عفت کے طریقے ، نیز تحمل و قناعت کا ڈھنگ سکھاتا ہے ۔ قرآن

خدا کا دعوت نامہ ہے ، خدائے پاک کا چنا ہوا دسترخوان ہے ، امن و سلامتی کا رہبر ہے ، نوع انسان کو نجات و فلاح کی طرف بلاتا ہے ۔ قرآن میں انسانی زندگی ، عمل ، عقیدے ، فکر و نظر کے تمام شعبوں کو آئینی اور اٹل طور پر بیان فرمایا گیا ہے ۔ قرآن ایسا قانون عطا کرتا ہے جو انسان کے فطری تقاضوں اور پسندیدہ صلاحیتوں سے ہم آہنگ ہے لہٰذا قرآن انسانی معاشرے کی ملکی اور قومی ، ہنگامی اور جزوی تبدیلیوں پر ایک حاوی خاکہ اور لائحہ عمل اپنے اندر رکھتا ہے ۔ غرض یہ کہ قرآن نے اصلاح و تعمیر کی راہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے :

ما فرطنا فی الکتاب من شئی

قرآن جس ملک اور جس قوم میں نازل ہوا اس کے عادات و اطوار اور ضمائر و قلوب میں ایسا انقلاب پیدا کیا جو دنیا بھر کی اصلاح و انقلاب کا پیش خیمہ بنا ۔ وہ قوم ، قومِ عرب تھی ۔ وہ ملک ، ملکِ عرب تھا ۔ اس قوم کی اس وقت کیا حالت تھی اور قرآن نے ان میں کیا انقلاب پیدا کیا ؟ یہ بھی ایک طویل داستان ہے ۔ وہ جاہل تھے ، ان کو عالم کر دیا ۔ وہ بد اخلاق تھے ، ان کو با اخلاق بنا دیا ۔ خون ریز اور سفاک تھے ، ان کو امن پسند اور صلح جُو بنا دیا ۔ بے راہ رو تھے ، ان کو راہ پر لگا دیا ۔ وہ خود اپنی اصلاح و درستی سے بھی غافل تھے ۔ ان کو بنی نوع انسان یعنی تمام اقوام عالم اور اولاد آدم کے لیے ہادی اور رہنما بنا دیا :

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

جو نہ تھے خود راہ پر ، اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

خلاصہ یہ کہ قرآن نے جو کچھ سکھایا اور سکھاتا ہے ، انسان کو اس کی از حد ضرورت تھی ۔ قرآن نے اس انسانی اصلاحی ضرورت کو بوجہ اکمل پورا کر دیا اور خدا نے فرمایا : ’’الیوم اکملت لکم دینکم و

اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ۔''

قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت :

اس دعوے کا ثبوت بھی قرآن کریم نے خود فراہم فرمایا ہے ۔

و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثلہ وادعوا شہداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین ۔

(ترجمہ) اور اگر تم کو اس قرآن کے بارے میں تردد ہے کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں ، تو خدا کے بغیر اپنے تمام معاونین کو دعوت دے کر اس کی مانند ایک مختصر سورت لاؤ ، اگر تم سچے ہو ۔

اس پُر ہیبت اور عظیم الشان چیلنج کے بعد نہایت وثوق سے قوم عرب کا مقابلے سے عاجز ہونا ، اور قرآن کا کلام الٰہی ہونا ثابت کر کے فرمایا ہے :

فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھاالناس و الحجارة أعدت للکافرین ۔

(ترجمہ) پس اگر تم ایسا نہیں کر سکتے ، اور ہرگز نہیں کر سکو گے ، تو پھر اس آگ کے عذاب سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں ، اور کفار کے لیے تیار کی گئی ہے ۔

قل لئن اجتمعت الجن و الانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لایاتون بمثلہ ، ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا ۔

(ترجمہ) کہہ دیجیے کہ اگر جنات اور انسان تمام اس قرآن کی مثل بنانے کے لیے مل جائیں ، تب بھی اس کی مثل نہیں لا سکیں گے ، اگرچہ باہم تعاون کر رہے ہوں ۔

علاوہ ازیں علمائے اسلام نے بے شمار دلائل و براہین اور تاریخی واقعات و شواہد سے ثابت کیا ہے کہ یہ قرآن بشر کا کلام نہیں ہو سکتا ۔ عرب قوم کے فصحاء و بلغاء نے آیات قرآنیہ سن کر اور دیکھ کر

برجستہ کہہ دیا :

ما ھذا قول البشر ان ھو الا قول خالق القوی القدر۔

قرآن کے اعجاز اور کلامِ الٰہی ثابت کرنے کے لیے علمائے قرآن نے ضمنی طور پر اپنی تفاسر میں وجوہات اور اسباب کا بہت ذخیرہ جمع کیا ہے۔ علامہ جاراللہ زمخشریؒ ، امام فخرالدین رازیؒ ، جلال الدین سیوطیؒ ، علامہ الوسیؒ وغیرہ سب نے اس مقصد کو مدلل اور مبرہن کر دیا ہے۔ اور قاضی ابوبکر باقلانیؒ نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب ''اعجازالقرآن'' کے نام سے لکھی ہے جو اپنے موضوع پر نہایت بہترین کتاب ہے۔ اس میں اعجاز قرآن کے بےشمار وجوہ مذکور ہیں جن میں سے چند کا خلاصہ درج ذیل ہے :

(۱) قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے کی وہ وجہ ، جس کا تعلق پورے قرآن سے ہے ، یہ ہے کہ اس کے الفاظ و عبارات کا طرز اور اسلوب اس طرز سے کلیۃً الگ ہے ، جو انسانی کلام میں معہود اور متعارف ہے اس کا اسلوبِ خطاب اس کے بالکل مباین اور ممتاز ہے جو انسان کے کلام کے لیے عادتاً ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اس کے اخیر میں ان کے الفاظ یہ ہیں :

ھذا اذ تامله المتامل تبین له بخروجه عن اصناف کلامھم و اسالیب خطابھم انه خارج عن العادة و انه معجز و ھذه خصوصیة ترجع الی جملة القرآن۔

(ترجمہ) یہ وہ حقیقت ہے کہ جس پر غور کرنے والا جب بھی غور کرتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ قرآن اصناف کلام اور انسانی خطاب کے طریق و عادات سے باہر ہے اور یہ خصوصیت پورے قرآن کی طرف راجع ہے۔

(۲) عرب قوم کے فصحاء و بلغاء میں ایسا کوئی کلام نہیں ملتا۔ جو اس قدر طول کے باوجود فصاحت و بلاغت ، روانی اور سلاست کے علاوہ عجیب و غریب ، لطیف و دقیق معانی اور فوائد و حکم پر مشتمل ہو اور اول سے آخر تک اس معجزانہ انداز میں متناسب اور

متشابہ ہو ۔ فرمایا ہے : ''قل لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً : ''کہہ دیجیے اگر یہ قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو اس کے طرز بیان میں ضرور تفاوت پایا جاتا ۔''

علامہ جار اللہ زمخشری صاحب 'کشاف' نے اور دوسرے مفسرین نے اس اختلاف کثیر کا یہی مطلب بیان کیا ہے کہ اس صورت میں پورا قرآن فصیح و بلیغ نہ ہوتا ، کیونکہ خدائے پاک کے علاوہ کہنے والے کے کلام میں مخصوص حالات کے ماتحت ضرور تغیر پایا جاتا ہے ۔ ایک انسان کے عام حالت میں فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود اور بلند سے بلند تر کلام پر قادر ہونے کے باوصف کبھی ایسا کلام صادر ہو جاتا ہے جس میں کوئی فصاحت و بلاغت نہیں ہوتی ۔ یہاں جس 'ملازمہ' کی طرف آیت کریمہ میں اشارہ فرمایا گیا ہے وہ نہایت واضح ہے کیونکہ اچھا بھلا عقلمند انسان بھی کبھی نا گوار حالات سے اس قدر اثر پذیر ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی متانت اور اپنے توازن کو کھو بیٹھتا ہے ۔ ایک صاحب نے لکھا ہے کہ میں نے پریشانی کے دوران میں جیب سے ماچس نکال کر سگریٹ کو آگ لگائی اور پھر سگریٹ کو زمین پر پھینک کر جلتی ہوئی دیا سلائی کو ہونٹوں میں دبا لیا ۔ جب ہونٹ جل گیا تب ہوش آیا ۔

(۳) ظاہر ہے قرآن مختلف اغراض و مقاصد اور گونا گوں مضامین پر حاوی ہے ۔ قصص و مواعظ ، وعد و وعید ، احکام و امثال ، ترغیب وترھیب ، پاکیزہ اخلاق و عادات کی تعلیم وغیرہ سب کچھ اس میں ہے ۔ مگر ہر قسم کے غور و خوض اور تجسس و تلاش سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی ایک مضمون میں قرآن کا طرز بیان زوردار ہے اور کسی دوسرے مضمون میں وہ زور بیان اور روانی مفقود ہے ۔ بخلاف اس کے انسان جس قدر بھی بلند پایہ فصیح و بلیغ شاعر یا خطیب ہو ، اس کو لازمی طور پر بعض مضامین سے خصوصی لگاؤ اور ربط ہوتا ہے اور بعض دیگر کے ساتھ اس درجے کی وابستگی نہیں ہوتی ۔ اس وجہ سے ان مضامین میں اس کا اسلوب کلام مختلف ہوتا ہے اور اس کے رجحانی تفاوت کے سبب دونوں

کلاموں میں نمایاں فرق ہوتا ہے - لہٰذا جس مضمون سے ربط نہ ہو، یا ہو مگر کم، اس میں بیان کی خامی ظاہر و باہر ہوتی ہے -

و لذالک یضرب المثل بامرء القیس اذا رکب و بالنابغة اذا رھب و بزھیر اذا رغب : اور یہی وجہ ہے کہ امرألقیس شہسواری میں ضرب المثل ہے، نابغہ ذبیانی دھمکی اور ڈرانے میں اور زہیر رغبت و ملاپ میں -

(۴) انسان جب کبھی ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف یا کسی تمہید و توطیہ سے مقصد کی جانب منتقل ہوتا ہے تو ضرور تحول و انتقال میں کوئی نہ کوئی نقص و خلل، تصنع اور تکلف محسوس کیا جا سکتا ہے - البتہ قرآن چونکہ خدا کا کلام ہے اس لیے وہ اس بے ربطی اور گراوٹ سے پاک ہے - اس سلسلے میں قاضی باقلانی فرماتے ہیں :

و تبین ان القرآن علی اختلاف ما یتصرف فیہ من الوجوہ الکثیرة و الطرق المختلفة یجعل المختلف کالمؤتلف و المتبائن کالمتناسب و المتنافی فی الافراد الی حد الآحاد و ھذا امر عجیب تبین فیہ الفصاحة و تظھر فیہ البلاغة و یخرج بہ الکلام عن العادة و یتجاوز العرف -

(ترجمہ) اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ قرآن باوجود اس کے کہ اس میں ہر طرح کے مختلف مضامین اور مقاصد کی خاطر تصرف و تحول ہوتا ہے، مگر اس قرآنی نظم میں یہ خوبی ہے کہ غیر مربوط کو مربوط اور متبائن کو متناسب بناتا ہے - گویا وہ تمام اغراض ایک مسلسل مقصود کے اجزاء ہیں اور اس امرِ عجیب سے قرآن کی فصاحت و بلاغت ظاہر ہوتی ہے - اور انسانی عرف و عادات کے حدود سے متجاوز اور وراء الوراء ہونا ثابت ہو جاتا ہے -

(۵) قرآن جس مفہوم کو اپنی عبارت میں ادا کرتا ہے، اس کی تمام کیفیات، اس کے معنی کے داخلی اور خارجی حالات، وقت، ماحول اور متکلم کے اثرات اور احساسات غرض یہ کہ حقیقتِ حال کا پورا خاکہ بلا کم و کاست اپنی تعبیر میں پیش کرتا ہے - اور ان تمام رموز و اشارات کی ترجمانی

کرتا ہے جو اس موقع اور محل میں ہوتے ہیں - ظاہر ہے کہ حالات کے ان تمام ظاہری اور باطنی تقاضوں کا علم رکھنا اور پھر ان کو الفاظ کے قالب میں پورا پورا منتقل کرنا صرف اس خدا کا کام ہو سکتا ہے جو علام الغیوب ہے - اور ''لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء و ہو السمیع العلیم'' جس کی شان ہے - قرآن کے کلام اللہ ہونے کے بارے میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ 'فتح الملہم' میں فرماتے ہیں :
''بعض علماء نے قرآن کی وجوہِ اعجاز کو چار میں جمع کر دیا ہے - ایک اس کے الفاظ کی اچھی اور مناسب ترکیب اور کلمات کا پیوند و ارتباط باوجود اعجاز اور بلاغت کے - دوسرا اس کے سیاق اور طرز و طریق کی وہ عمدگی جو اہلِ بلاغت کی طرزوں سے یکسر مخالف اور بالاتر ہے - نہ تو ان کی نظم میں یہ طرز ہے اور نہ نثر میں ، یہاں تک کہ ان کی عقلیں حیران ہوئیں اور اس کی مثل لانے کی ہمت نہیں ہوئی - اور پھر اس پر قرآن نے اپنا چیلنج بار بار اعادہ کر کے ان کے عجز کو ظاہر کر دیا - تیسری وجہ یہ ہے کہ قرآن گزشتہ اقوام و ملل ، شرائع و ادیان کے ان حالات پر مشتمل ہے جن کا علم شاذ و نادر اہلِ کتاب علماء کے علاوہ کسی کو نہ تھا - چوتھی وجہ آئندہ حالات و واردات سے درست اور صحیح اطلاع دینا ہے ، جن میں بعض زمانۂ رسالت میں اور بعض مستقبل میں بعینہ اس بیان کردہ طور پر واقع ہوئے -'' آگے چل کر علامہ مذکور فرماتے ہیں : '' کلام الٰہی ہونے کی وجوہات میں سے یہ بھی ہے کہ پڑھنے والا اس کے بار بار تلاوت اور دہرانے سے ملول نہیں ہوتا ، بلکہ اس کو تازگی اور لذت حاصل ہوتی ہے - پھر متعلمین کے لیے اس کا حفظ آسان کر دیا گیا ہے اور پڑھنے والوں کے لیے اس کی تجوید و ترتیل سہل کر دی گئی ہے - ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن نے اپنے علوم و معارف اور حقائق اور خوبیوں کو جمع کیا ہے جن کے فوائد و عجائب اختتام پذیر نہیں ہوتے - یعنی :

ہو المسک ما کررتہ یتضوع''

صاحبِ دائرۃ المعارف فرماتے ہیں کہ قرآن کو خدا نے اپنی طرف سے روح کہا ہے -

و لذالک اوحینا الیک روحاً من امرنا

تو اس لحاظ سے قرآنی روح اجسام و ابدان میں ایک ایمانی زندگی اور غیر فانی حیات پیدا کر دیتی ہے - انسانی کلام ہر چند لذیذ اور مؤثر ہو ، وہ ہنگامی طور پر تو تاثیر یا نشاط و سرور پیدا کرتا ہے مگر اس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا - بے شک قرآن کی روحانیت دل و دماغ پر براہِ راست اثر ڈالتی ہے -

قرآن کے محفوظ ہونے کا ثبوت :

اس کے ثبوت کے لیے بھی - ع آفتاب آمد دلیلِ آفتاب —— یعنی خود خداوندِ پاک نے نہایت تاکید سے فرمایا کہ : انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون —— نیز قرآن کریم کی اس عظیم تر اور بہمہ وجوہ محفوظیت کا اعتراف بے شمار غیر مسلم مفکرین بھی کرتے ہیں - چنانچہ حضرت المخدوم المعظم جناب مولانا شمس الحق افغانی صاحب دامت برکاتهم نے سر ولیم میور کا قول نقل فرمایا ہے - وہ کہتا ہے کہ بارہ سو سال سے ایسی کوئی کتاب بجز قرآن کے موجود نہیں کہ اس کی عبارت مدت مدید سے خالص رہی ہو - (بحوالہ 'خدام الدین' لاہور ، شمارہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۸ع)

بے شک قرآن وہ کلام الٰہی ہے جس میں کسی طرح کا تغیر و تبدل نہ تو ممکن ہے اور نہ واقع ہوا ہے - اس کلام خداوندی کا معنی اور لفظ بلکہ حرکات و سکنات تک تحریف و تبدیل سے محفوظ ہیں اور موجودہ ترتیب بعینہ وہی اصل ترتیب ہے جو حضورؐ کے ارشادات سے دی گئی تھی - اس بارے میں جلال الدین سیوطیؒ ، قاضی باقلانیؒ ، ابوبکر جصاص رازیؒ، علامہ ابن جریر طبریؒ وغیرہ علماے قرآن نے یہ اجماع نقل کیا ہے کہ قرآنِ کریم کے حفظ و نگہداشت کا یہ عالم ہے کہ تفسیر و تشریحِ الفاظ و عبارات کی حد بندیوں کے لیے اس قدر پختہ اور ہمہ گیر

انتظام کیا گیا ہے کہ اس کے تلفظ کرنے کے آداب اور طریق عمل کو بھی واضح اور متعین فرمایا گیا ہے ۔ تلاوت و قرأت کے لیے چند مخصوص فصیح تر قبائلِ عرب کا لب و لہجہ اور طرزِ ادا تجویز کی گئی ہے اور اس سلسلے میں صحابہؓ ، تابعین اور آئمہ قراآت نے متواتر اور مشہور تر قرآت کو نہایت احتیاط اور وثوق سے جمع کیا ہے ۔ چنانچہ آج بنی نوع انسان کے رشد و ہدایت کے لیے یہ آسمانی منظم اور مدون لائحہ عمل موجود اور محفوظ ہے جو تمام طاغوتی طاقتوں کے علی الرغم موجود اور محفوظ رہے گا : لامبدل لکلمات اللہ . . . اس کے تحفظ کا ذمہ خود اللہ تعالٰی نے لیا ہے اور قرآنِ کریم کو اس قدر طویل اور جلیل کتاب ہونے کے باوصف یاد کرنے کے لیے سہل کیا گیا ہے ۔ آج تک آسمانی کتابوں میں سے کسی بھی کتاب کو یاد نہیں کیا گیا مگر قرآن کو حفظ کرنے کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا ہے اور امت مسلمہ کے دس کروڑ افراد کے سینوں میں قرآن محفوظ رہا ہے (بحوالہ جریدہ شہاب ، ۱۰ دسمبر ۱۹۶۱ ء) ۔ علمائے امت محمدیہ نے اپنے اس زادِ آخرت اور کیمیائے سعادت کی حفاظت کا اتنا بندوبست کیا ہے کہ اس کی سورتیں ، رکوعات ، آیات ، کلمات ، حروف ، حرکات اور سکنات سب کو ضبط میں لانے اور ان کے اعداد و شمار محفوظ رکھنے کے علاوہ یہ تک بتا دیا ہے کہ ۲۹ حروف ھجائیہ میں سے ہر حرف کتنی دفعہ قرآن میں واقع ہوا ہے ۔ اور حرکات میں ہر حرکت کتنی بار آئی ہے اور شدّت اور مدات کتنے ہیں اور کل نقطے کتنے ہیں ۔ ذیل میں یہ اعداد و شمار ملاحظہ ہوں :

اجزاء ۳۰ ، حرکتِ ضمہ (پیش) ۸۸۰۴ ، سورتیں ۱۱۴ ۔
رکوعات ۵۵۸ ، حرکتِ فتحہ (زبر) ۵۳۴۳ ، حروف ۳۲۳۶۷۱ ۔
کلمات ۶۴۳۰ ، حرکتِ کسرہ (زیر) ۳۹۵۸۲ ، آیات ۶۶۶۶ ۔
مدات ۱۷۷۱ ، تشدیدات ۱۲۷۰۰ ، نقطہ جات ۱۰۵۶۸۲ ۔
ا ۴۸۸۷۰۰ ، با ۱۱۴۲۸ ، تا ۱۱۰۹۵ ۔
ثا ۱۲۷۶ ، ج ۳۲۰۰۳ ، ح ۳۷۹۳ ۔

خ ۲۴۱۶، د ۵۶۰۲، ذ ۴۶۷۷ -
ر ۱۱۷۹۳، ز ۱۵۹۰، س ۵۸۹۱ -
ش ۲۲۵۳، ص ۲۰۱۳، ض ۱۳۰۷، ط ۱۲۷۷ -
ظ ۸۴۲۰، ع ۹۲۲۰، غ ۲۲۰۸، ف ۸۴۹۹ -
ق ۶۸۱۳، ک ۹۵۰۰، ل ۳۰۴۳۲، م ۲۶۵۶۰ -
ن ۴۵۱۹۰، و ۲۵۵۳۶، ہ ۱۹۰۷۰، لا ۴۷۲۰، ی ۴۵۹۱۰۰ -

حرفِ آخر: یہ تو میں نے نہایت اختصار اور عجلت سے قرآن کے بحر ذخّار میں سے چند قطرات کی نشاندہی کی ہے مگر قرآن کریم کی تحقیقات کے گرد گھومنے سے یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا - بلکہ یہاں تو تفصیل و بیان کو جہاں ختم کرنا ہو، معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے تو آغاز کرنا تھا -
و ما احسن ما قیل :

کان الحب دائرة لقلبی
فحیث الانتهاء الابتداء

(ترجمہ) گویا محبت میرے دل کے گرد ایک گول دائرہ ہے جس کی ابتدا و انتہا کا کچھ پتا نہیں چلتا -

علامہ نیسابوری نے ''غرائب القرآن'' میں کہا ہے - کہ قرآن کے فضائل و کمالات کو جب کہ لامتناہی ہیں، محدود و محصور حروف سے بنے ہوئے الفاظ کے احاطے میں لانا مشکل ہے -

و ان قمصیاً خیط من نسج تسعة و عشرین حرفا من معانیہ قاصر -

(ترجمہ) جو کپڑا انتیس حروف سے بُنا گیا ہو وہ قرآن کے معانی سمونے سے قاصر ہے - و لیکن هذا آخر الکلام و صلی الله تعالٰی علی سید الانام علیہ و علی آلہ التحیة و السلام -

☆ ☆ ☆